بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(عزیز اللہ بوہیو)

قرآن اور فرقہ واریت

انسان اپنی شروعاتی زندگی میں جس ماحول اور معاشرہ میں رہائش پذیر ہوا ہے اسے قرآن حکیم نے جنت کہا ہے سورہ بقرہ کی آیت 35 میں فرمان ہے کہ **قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنت وکلا منھا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین** (2:35)- یعنی ہم نے کہا کہ اے آدم تو اور تیری اہلیہ جنت میں سکونت پذیر ہو اور اس جنت میں جہاں جی چاہے فروانی اور کشادگی سے کھاتے پیتے پھرو البتہ اس شجر (مخصوص) کے قریب نہ جاؤ' اگر گئے تو ظالموں سے ہو جاؤ گے۔

"علماء محققین کے ہاں تو یہ بات مسلم ہے کہ آدم انسان کا اسم النوع ہے۔ اس سے مراد نوع کے جملہ افراد ہیں۔ تو انسان کا شروعاتی مسکن اور رہائشی معاشرہ جنتی معاشرہ تھا۔ اس میں کا ہر ایک فرد اپنے لئے شکار کرتا یا میوہ جات حاصل کر کے کھاتا تھا۔ وہ زمین اور علاقہ جنت کے نام سے موسوم اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں شخصی ملکیت کا تصور نہیں ملتا۔ نجی ملکیت' جاگیر داری اور اجارہ داری یا ذخیرہ اندوزی قسم کی چیزیں نظر نہیں آتیں۔ یہی وجہ ہے جس کے سبب اسے جنتی معاشرہ سے تعبیر کیا گیا ہے"۔ علماء مفسرین کی بڑی تعداد نے اس جنت کے شجر ممنوع کو گندم سے تعبیر کیا ہے ☆ اس تحقیق اور تعبیر پر اگر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گندم میں تادیر ذخیرہ کی شکل میں محفوظ و سلامت رہنے کی خاصیت تھی اور ہے۔ انسان کا دور اول شکار کا دور تھا جس میں ذخیرہ اندوزی کا تصور بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آج کمایا آج کھایا' کل کی بات کل پر۔ اس انداز زندگی میں اپنی محنت سے کمانا اور ذخیرہ نہ کرنا' نہ کسی کی محنت کے استحصال کی نوبت آتی تھی' نہ اس کی ضرورت پڑتی تھی ایسے معاشرے کا نام جنت ہے۔ آگے چل کر انسان نے شیطان کے بہکانے میں آکر شجر ممنوع کے استعمال پر طبع آزمائی کی اور اس میں ذخیرہ کرنے کی صلاحیت تھی جسے شیطانی قسم کے لوگوں نے ذخیرہ کیا پھر اس کا تقاضا یہ بھی بڑھا کہ گندم بونے کے لئے زیادہ زمینی رقبہ حاصل کیا جائے تو پھر آگے یہ بھی ضرورت پڑی کہ اتنے سارے رقبے کو ایک آدمی تو آباد نہیں کر سکے گا تو اس کے لئے محنت کے استحصال کی خاطر زرعی غلامی کی رسم وجود میں آئی۔ ذخیرہ اندوزی اور اپنی ضرورت سے زیادہ زمینی رقبہ پر قبضہ کرنا اور اسے آباد کرنے کے لئے زرعی غلامی حاصل کرنا ان سب چیزوں نے مل کر جاگیرداری کو جنم دیا۔ آگے چل کر جاگیرداروں کو ذخیرہ شدہ اجناس استحصال شدہ عوام میں مہنگے داموں بیچنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس عمل نے تاجروں' دکان داروں اور سرمایہ داروں کو جنم دیا اس روئداد سے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی ملی بھگت نے محنت کشوں کا وہ استحصال کیا کہ نقیب فطرت نے اس کی عکاسی ان الفاظ میں کی کہ **بدت لھما سو اتھما و طفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ** یعنی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے محنت کش عوام کی وہ لوٹ

کھسوٹ کی کہ ان کے جسم سے کپڑے بھی اتروا کر ننگا کر دیا۔ غربت اور ناداری اتنی بڑھی کہ لوگ لباس کے لئے درختوں کے پتوں سے ستر پوشی کرنے لگے۔ اس جنتی معاشرہ میں انسان نے جب ذاتی ملکیت اور محنت کے استحصال کے لئے فرد کی آزادی چھین کر غلامی کے رواج کو جنم دیا اور جنت نظیر معاشرہ جہنم میں تبدیل ہو گیا تو خالق کائنات نے انسان، مرد عورت سب سے کہا۔ **اهبطا منها جميعا بعضكم لبعض عدو** سب کے سب اس جنتی معاشرے سے نکل جاؤ تم اس کے اہل ثابت نہ ہو سکے **فاما یا تینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا یضل ولا یشقی ○ ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ظنکا و نحشره یوم القیامة اعمی** (20:123-124)۔ یعنی اب تمہاری طرف میری ہدایت آئے گی پس جو تابعداری کرے گا میری ہدایت کی، نہ وہ گمراہ ہو گا نہ مشقتوں میں پڑے گا اور جو منہ موڑے گا میرے قانون سے تو اس کے لئے معیشت تنگ ہو جائے گی اور آخرت میں بھی وہ اندھا ہو کر اٹھے گا۔

جنتی معاشرے سے نکالا ہوا انسان۔ مفت میں ملی ہوئی جنت گنوا بیٹھنے والا انسان جب زراعتی مشقتوں کے سماج میں جنم لیتا ہے تو اسے وہ پرانے پاپی جاگیر دار، سرمایہ دار اگلی جنت یعنی کلاس لیس سوسائٹی سے محروم کرنے کے بعد طبقاتی معاشرے کی دوزخ میں پھر سے غلام بنانے لگتے ہیں جس کو وحی کی زبان شرک سے تعبیر کرتی ہے، مشرک سوسائٹی اور مشرک سماج گردانتی ہے اور اسے مٹانے کے لئے اس کے مقابلے میں اپنے نبیوں اور رسولوں کی معرفت توحید کی تعلیم دیتی ہے۔ جس سے موحد انسان جو کسی کا غلام نہ بنے موحد معاشرہ ہو جس میں آقا اور غلام کی تفریق نہ ہو جس میں مترفین اور متکبرین نہ ہوں، جس میں جاگیر دار اور غلام نہ ہوں۔ توحید کے نظریہ کی روشنی میں ایسا موحد سماج بنے جس میں کوئی اچھوت شودر اور برہمن نہ ہو۔ ایسی توحید ایسی وحدانیت جس میں نہ کوئی بندہ رہے نہ کوئی بندہ نواز، شرک کے معنی ہیں فرقہ واریت اور طبقاتیت اور توحید کے معنی انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری قائم کرنے والا غیر طبقاتی معاشرہ۔ شرک اور توحید کے معنی اور مفہوم جو اب بیان کئے گئے ہیں یہ ان اصطلاحوں کی تفصیلی شرح اور تفسیر پڑھنے سے بہتر طریقہ پر سمجھ میں آئیں گے جس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے شان نزول کی روایات سے ہٹ کر ہزاروں سال تاریخ کا سفر کریں مثال کے طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے دور کے سماجی تضاد پر نظر ڈالیں گے تو توحید اور شرک کے معنی پر روشنی پڑے گی۔ فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کی جنگ پر نظر ڈالیں گے تو توحید کے معنی انسانوں کو غلامی سے آزاد کرنا اور شرک کے معنی جادو گری کے حیلوں سے لوگوں کو غلام بنانا اور طبقات کے دوزخ میں رہنے کے لئے راضی رکھنا سمجھ میں آئے گا۔ میں اس معنی اور تشریح کے لئے حضرت نوح علیہ السلام اور اس کے مخالفین جو اس سماج کے جاگیردار اور سرمایہ دار تھے جنہیں قرآن حکیم متکبرین مترفین وغیرہ سے تعبیر کرتا ہے کی مثال دیتا ہوں کہ سورہ ھود کی آیت ستائیس میں ہے کہ **فقال الملا الذین کفروا من قومه مانراک الا بشرا مثلنا وما نراک اتبعک الا الذین هم اراذلنا بادی الرای وما نری لکم علینا من فضل بل نظنکم کاذبین** یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے اس دور کے اپر کلاس اور امراء لوگوں نے کہا جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے تھے اور اس کے مشن اور پروگرام کے منکر بھی تھے کہ اے نوح ایک تو تو ہمارے جیسا انسان ہے اور تیرے تابعدار لوگ بھی کوئی (رئیس اور امیر قسم کے) ایسے نہیں البتہ ایسے لوگ تیرے ساتھ ہیں جو ہمارے

معاشرے کے لوئر کلاس ہیں' پنچ لوگ ہیں' سطحی قسم کے معمولی آدمی ہیں اور اس حوالے سے تمہیں ہم پر کوئی فضیلت والی ترجیح نظر نہیں آتی بلکہ ان سب باتوں کے پیش نظر ہم آپ کی دعوت کو پروگرام فکر اور نظریہ کو جھوٹا تصور کرتے ہیں۔ اس پورے رکوع میں حضرت نوح اور منکرین امراء اور رئیسوں کی گفتگو ہے آیت نمبر 29 میں جوابا" حضرت نوح فرماتے ہیں میرے جن ساتھیوں کو آپ پنچ اور خسیس لوگ کہہ رہے ہو میری مجال ہی نہیں کہ میں ان کو اپنے مشن اور تحریک سے نکال سکوں **انهم ملاقوا ربهم** یہ لوگ تو اپ گریڈ ہو چکے ہیں یہ تو معاشیات کے معاملہ میں سماجیات کے معاملہ میں ایکسپرٹ ہو چکے ہیں **انهم ملاقوا ربهم** ان کی تو اپنے پالنہار کی کتاب کے ذریعے تعلیمی تربیت ہو چکی ہے **ولكنى اراكم قوما تجهلون** تم ان کو جو سطحی اور عام قسم کا آدمی کہہ رہے ہو میں تو ان کے مقابلے میں آپ کو جاہل اور بدھو سمجھتا ہوں تم میرے پارٹی ورکروں کو خاک نشین اور مزدور سمجھ کر انہیں اپنے سے جدا کرنے کا کہہ رہے ہو تمہیں خبر نہیں کہ عزو جل ان کو کتنا پیار کرتا ہے میں اگر ان کو پارٹی سے نکال دوں تو **من ينصرنى من الله** اے میری قوم کے سردارو پھر مجھے اللہ کی پکڑ سے کون بچا سکے گا۔ تم لوگوں نے تو اپنے پانچ پیروں کو اللہ کا درجہ دیکر شرک کیا ہے۔ مشرکانہ معاشرہ بنا کر تم فرقہ واریت کو جنم دے رہے ہو۔ میں تمہارے پانچ پیروں' ود' سواع' یغوث' یعوق اور نسر کو نہیں مانتا۔ میں اللہ وحدہ لا شریک کی وحدانیت اور توحیدی معاشرہ قائم کرنے کی طرف بلا رہا ہوں۔ تم میری پارٹی کے ورکروں کو رذیل اور گھٹیا قسم کے سطحی لوگ کہہ کر ان کے ساتھ بیٹھنے سے عار کرتے ہوئے کہتے ہو کہ ان کے ہوتے ہوئے تم میرا ساتھ نہ دو گے جب تک میں ان کو نکال کر علیحدہ نہ کروں تو سن لو میری قوم کے امیرو اور نوابو میرے ساتھ کے مٹی پر بیٹھنے والے انقلابی ورکروں کی اپنے رب سے ملاقاتیں ہو چکی ہیں اب یہ میرے اختیار سے بھی بات اوپر ہو گئی ہے کہ رب سے ملے ہوئے اور رب تک پہنچے ہوئے ساتھیوں کو تنظیم سے علیحدہ کر سکوں اب ان کے فائل' ان کی لسٹیں' ان کا پورٹ فولیو ہائی اتھارٹی اور سپریم اتھارٹی کے پاس ہے اگر میں نے ان کو نکالا تو مجھے بھی سزا ملے گی ایسی کہ کوئی چھڑانے والا بھی نہ ملے گا۔ تو سورت طٰہٰ کی آیت **فاما يا تينكم منى هدى فمن تبع هداى فلا يضل ولا يشقى** (20:123)- سے ثابت ہوتا ہے کہ شروع شروع میں اولاد آدم کو پہلی جنت ارضی سے اس لئے نکالا ملا کہ اس نے یہ میری یہ تیری اور ذخیرہ اندوزی اور دولت کا ارتکاز کر کے خلق خدا کا استحصال کر کے انہیں بھوکا مارنا شروع کیا اور ننگا بنا دیا جبکہ جنت کے معنی اور مفہوم قرآن حکیم یہ بتاتا ہے کہ **تجرى من تحتها الانهار** یعنی جہاں رزق کے سرچشمے جاری و ساری رہیں گے ہر ایک کو ہر جگہ گھر گھر ان کے سامنے **تجرى من تحتها الانهار**- رزق کے وسیلوں پر ذاتی ملکیت کے بند نہیں باندھے جائیں گے۔ یہ تیری یہ میری کے ٹھپے نہیں لگائے جائیں گے **رغدا حيث شئتما** بڑی فراوانی سے کشادگی سے جہاں سے چاہو کھاؤ جتنا چاہو کھاتے پیتے پھرتے رہو یہ ہے جنت کا مفہوم تو لوگو اب میرے نبی اور رسول آپ کے پاس آکر توحید کی تعلیم دیں گے۔ جس میں کسی فرقہ واریت کی گنجائش نہ ہو گی جس میں کوئی آقا اور غلام نہ ہو گا یعنی میرے انبیاء تمہیں دنیا کو جنت بنانا سکھائیں گے جس میں انسانی مساوات کا معاشرہ اور فرقہ واریت سے پاک سوسائٹی قائم کرنے کی تعلیم دیں گے اگر تم ان کے اتباع میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اخروی جنت کے مستحق قرار پاؤ گے اور اخروی جنت کے

معاشرے میں رہنے کے لائق بن سکو گے اگر تم ایسا نہ کر سکے تم نے چوری ڈکیتی لوٹ کھسوٹ سے استحصالی معاشرہ بنایا اور طبقاتی جہنم کی طرح اپر کلاس لوئر کلاس میں لوگوں کو بانٹا اور **ان هی الااسماء سمیتموها انتم و آباء کم** کے مطابق تم معاشرے کو فرقوں میں بانٹنے کے مرتکب ہوئے تو یاد رکھو۔ **فان له معیشت ضنکا و نحشره یوم القیامه اعمی** کا سا تم سے سلوک ہو گا۔

سورہ آل عمران کی آیت 79 اور 80 پر غور کریں فرمان ہے کہ **ماکان لبشر ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عبادالی من دون الله ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون ○ ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکة والنبین اربابا ایامر کم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون**۔ یعنی کسی انسان کی کیا مجال چاہے وہ اللہ کی طرف سے صاحب کتاب نبی اور رسول ہو خواہ حکمران ہو اور وہ ان مرتبوں اور عہدوں پر فائز ہونے کے دم سے لوگوں کو کہے کہ تم میرے عبادت گزار بن جاؤ اللہ کو چھوڑ کر (یہ ہرگز درست نہ ہو گا)۔ بلکہ وہ یہ تعلیم دیں گے کہ جس کتاب الہٰی کو تم نے پڑھا اور سیکھا ہے اس کی تعلیم کی روشنی میں تم ربانی بن جاؤ' رب والے بن جاؤ' پالنہار والے بن جاؤ جو کائنات کے پالنے والے کا ہو جائے گا اس کا نمائندہ ہو جائے گا تو اس کا تو ہمیشہ یہی ذہن ہو گا اور یہی سوچ ہو گی بلکہ اس پر یہ فرض ہو گا کہ جس کا وہ نمائندہ ہے اس کی نمائندگی کی تقاضہ یہ ہے کہ یہ دیکھے کہ خبر گیری کرے جانچ پڑتال کرے کہ اس کی حدود عہدہ داری میں نظام ربوبیت میں' نظام پرورش میں کہیں کوئی کوتاہی تو نہیں ہوئی کوئی بھوکا تو نہیں رہ گیا' کوئی ننگا تو نہیں رہ گیا' کوئی گرمی یا سردی میں مبتلا تو نہیں رہ گیا' کوئی مریض علاج سے محروم تو نہیں رہ گیا یہ ہے ترجمہ اور مفہوم آیت کریمہ کے الفاظ **ولکن کونوا ربا نیین** کا اور ان داتا بن جاؤ۔ **یؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصه** یعنی اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے والے بن جاؤ خواہ تم خود بھی حاجت مند کیوں نہ ہو تو یہ ہے ترجمہ **ولکن کونوا ربانیین** کا یہ مقام ان لوگوں کو ملتا ہے جن کے لئے قرآن فرماتا ہے حضرت نوح فرماتا ہے **انهم ملاقوا ربهم** یعنی ان محنت کشوں کی ملاقات تو ان کے اپنے رب سے ہو چکی ہے اور یہ ملاقات تعبیر ہے وحی کی تعلیم پر ایمان کی اور اس سے لگاؤ کی اصل میں۔ فرقہ واریت انسانوں کو آقا اور غلام کے طبقوں میں بانٹنے کا نام ہے جو پیداوار ہے شرک کی جو ثمرہ اور نتیجہ ہے شرک کا۔ توحید کے مقابلے میں شرک کی جتنی بھی اقسام ہیں ان میں غیر اللہ کی پوجا کے علاوہ **وجدنا علیه آبائنا** یعنی اپنے باپ دادوں کے جتنے بھی راستے ہیں وہ لوگوں کو ذہنی غلامی اور جسمانی غلامی کی طرف لے جاتے ہیں۔ جس کی بڑی تفصیل ہے انسانی رہنمائی کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا جو سلسلہ قائم کیا گیا تھا اور وہ خاتم الانبیاء حضرت محمد الرسول اللہ پر ختم کیا گیا اس ختم نبوت کا مفہوم اور معنی یہ ہیں کہ قرآن حکیم ہدایت کا انٹر نیشنل منشور بنا کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تعلیم اگلے سارے انبیاء کی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ ان کی صدائے بازگشت ہے۔ قرآن حکیم انبیاء علیہم السلام کی کتابوں اور صحیفوں کا **مهیمن** ہے یعنی کسوٹی ہے اب ختم نبوت اور قرآن کے خاتم الکتب ہونے کے معنی یہ ہوئے کہ فرقہ واریت بند۔ اب وحی کے علم اور قرآنی ہدایت کی روشنی میں انسانی وحدت کا منشور تمہیں دیا گیا ہے۔ اب ابراہیمی دین' عیسوی شریعت' موسوی پروگرام بلکہ جملہ انبیاء کرام کی تحریک اور مشن کے تم علمبردار ہو' نقیب ہو۔ قرآن ذکر للعالمین کتاب

ہے۔ ھدی للناس کتاب ہے۔ اسے لانے والا رسول بھی یونیورسل ہے جو **یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** کے اعلان کے ساتھ پوری کائنات کی طرف آیا ہے اس کا ہیڈ کوارٹر اور سیاسی مرکز بھی نوع انسانی کے لئے مرجع الخلائق اور امن کی ضمانت دینے والا قرار دیا گیا۔ قرآن نے کعبۃ اللہ کو **و اذ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا** کا لقب اور اعزاز عطا کیا۔ ختم نبوت سے دنیا میں فرقہ واریت اس طرح ختم ہو گی کہ قرآن حکیم نے **وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمت و علمک مالم تکن تعلم** (4:113)- سے علم اور سائنس کی رہنمائی سے توحیدی معاشرہ قائم کرنے اور سائنسی تخلیقات سے خانقاہی پیروں اور پنڈتوں کی جھوٹی کرامات سے جان چھڑانے کے گر سکھائے ہیں جو تمہیں چکروں میں ڈال کر غلام بناتے ہیں۔ قرآن حکیم کا فرمان ہے کہ **وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون** (16:44)- یعنی اے پیغمبر ہم نے تیری طرف نازل کیا قرآن کو تاکہ تو کھول کھول کر لوگوں کو سمجھائے تاکہ وہ اس پر غور و فکر کریں یعنی قرآن پر غور و فکر کرنے سے لوگوں کو روشنی ملے گی اب اس سے سمجھنا چاہئے کہ جو کتاب حکمت اور سائنس کی طرف توجہ کرنے کی دعوت دیتی ہے' جو کتاب عقل و فکر کے ذریعے غور کرنے کی اپیل کرتی ہے قرآن مسلمانوں اور غیر مسلم اہل علم اور دانشوروں کے لئے بھی شاہدی دیتا ہے کہ وہ قرآنی حقائق پر ایمان لاتے ہیں حوالہ کے لئے پڑھیں۔ **لکن الراسخون فی العلم منھم والمومنون یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک** (4:162)- سورت فاطر کی آیت نمبر 28 میں **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** میں رب تعالیٰ نے سائنس دانوں کی تعریف کی ہے' مومن کی شان میں رب پاک فرماتے ہیں کہ **والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا** (25:73)- یعنی صحیح مومن وہ ہے جو اپنے پالنہار کی آیات بھی سوچ سمجھ کر قبول کرتے ہیں ان پر بھی اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گر پڑتے اور رب پاک اپنے پیغمبر سے اعلان کراتے ہیں کہ **قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی** (12:108)- یعنی کہہ دو کہ میرا جو راستہ ہے جس پر اللہ کی طرف میں بلاتا ہوں وہ بصیرت والا راستہ ہے عقل مندی والا راستہ ہے نہ صرف یہ کہ اس بصیرت اور عقل مندی پر مبنی میری دعوت ہے لیکن جو میرا تابعدار ہو گا وہ بھی عقل اور بصیرت کی بات کرے گا۔ یعنی جو شخص یہ کہے گا کہ غور و فکر' عقل و بصیرت اور سائنس و حکمت کی بات نہ کرو اور آنکھیں بند کر کے بلا چون و چرا پیچھے پیچھے آؤ تو سمجھ لو کہ وہ میرا تابعدار نہیں۔ قرآن نے سکھایا ہے کہ علم و عقل' غور و فکر' سائنس اور دانائی بصیرت اور حکمت سے زندگی گزار کر آزادی سے رہو۔ غلامی سے بچو اپنے آباء اجداد کی اندھی تقلید کر کے غلامانہ زندگی سے بچو یہ معنی مفہوم ہے ختم نبوت کا اور فرقہ وارنہ معاشرے سے بچنے کا' فرقہ واریت سے جس قوم کو بچنا ہے جس معاشرہ کو بچنا ہے وہ اللہ کی رسی تھامے رکھے یعنی قرآن کی تابعداری کرے گا تو فرقہ بندی سے بچ جائے گا ارشاد ہے کہ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** (3:103)- قرآن ملنے کے بعد کسی کے خیالات اور نظریات کی تابعداری کرنے کی اجازت نہیں **کذالک انزلنہ حکما عربیا ولئن اتبعت اھوائھم بعد ماجاء ک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا واق** (13:37)- گمراہی اور فرقہ واری سے اس وقت بچ سکتے ہو جب **اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء** (7:3)-

یعنی تابعداری کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف نازل کی

گئی ہے نہ تابع بنو اس کے سوا کسی اور کے۔ اور اگر فرقہ بندی سے بچنا ہے تو **فذکر بالقرآن من یخاف و عید** (50:45)۔ یعنی لوگوں کو نصیحت کرو وعظ کرو قرآن سے سمجھاؤ اگر وہ کسی وارننگ سے ڈرنا چاہیں تو یہ قرآن وہ خاتم الکتب کتاب ہے جو خاتم الانبیاء ﷺ کو بتاتا ہے کہ **ماکان لنبی ان یکون لہ اسری** (8:67)۔ یعنی اے پیغمبر آج سے ہم غلامی کا راستہ بند کیئے دیتے ہیں یعنی جنگوں اور لڑائیوں میں کسی کو قیدی بنا کر رکھنے کی آج سے دنیا والوں پر بندش لاگو کی جاتی ہے۔ جنگوں میں پکڑے جانے والے لوگوں کے لئے آج کے بعد تم کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ **فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا** (47:4)۔ یعنی بطور احسان آزاد کر دو یا فدیہ لے کر آزاد کرو بہرحال چھوڑ دینا ہے غلام بنا کر رکھنا نہیں۔ آج کا دور **واذا النفوس زوجت** یعنی گلوبل ولیج اور گلوبل ہوم کا دور ہے۔ اس دور میں آپیشاہی نہیں چلے گی آج وہ مذہب' وہ دھرم' وہ نظریہ اور منشور چلے گا جو انسان کی ذات کو امن و سکون و سلامتی دے گا بغیر کسی فرق قوم کے' بغیر کسی فرق وطن' ملک' زبان اور مذہب کے جس طرح قرآن حکیم نے فرمایا ہے کہ **واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض**۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆